اہل کتاب کے قبول اسلام کے ممکنہ عوامل (ایک معروضی تجزیاتی و تطبیقی مطالعہ)

"Possible Factors Behind the Conversion to Islam Among the People of the Book (An Objective, Analytical and Applied Study)"

Abdul Samad
PhD Scholar, The Islamia University of Bahawalpur,
Lecturer in Islamic Studies, Government Associate College,
Sama Satta, Bahawalpur
Email: abdulsamad3484@gmail.com
Dr Zohaib Ahmad
Assistant Professor, The Islamia University of Bahawalpur
Email: zohaib.ahmad@iub.edu.pk

Abstract

This article presents a discussion on the potential causes and means that can facilitate the People of the Book—the largest religious demographic in the contemporary world—in embracing Islam. It aims to simplify the process of conveying the message of Islam to them by highlighting points that can be effectively used during the invitation to Islam. It outlines those motivating factors and influences that may appeal to individuals from among the People of the Book and incline them toward accepting Islam.

The study begins with an objective and factual overview, followed by its applied analysis.

An example is given of a trustworthy and honest person who has spent a significant part of his life among the people with a remarkable character, and then claims before them that he has been sent as a representative by their benevolent king. The logical way to verify the truth of such a claim is laid out. Drawing from this analogy, the article presents guidance on how to approach the People of the Book and explain the possible factors that could lead them to embrace Islam.

The key points summarized are as follows:

- If the People of the Book ponder over the Qur'an with sincerity and humility, they will come to recognize the truth.
- If they examine the content of the Qur'an, they will find it to be a concise summary of the teachings found in their previous heavenly scriptures.
- If they observe the style and linguistic features of their divine books, they will undeniably find the Qur'an to be a continuation of divine revelation.

- If they reflect on the prophecies of previous prophets, they will recognize Prophet Muhammad ﷺ as the Messenger of Allah just as clearly as they recognize their own sons.
- If they consider the fact that trustworthy and serious scholars from among the People of the Book accepted Islam and believed in the Prophet Muhammad ﷺ, they too may be inspired to believe.
- If they study their scriptures accurately and sincerely, they will find guidance leading them toward Islam.
- If they observe that divine support has consistently accompanied the mission of Prophet Muhammad ﷺ, this will serve as further evidence for them to accept Islam.
- If they reflect on how their scriptures were altered over time and how the Prophet Muhammad ﷺ unveiled those distortions and restored the original divine teachings, this too may lead them to accept Islam.

Keywords: People of the Book, Qur'an, Prophet Muhammad ﷺ, Divine Revelation, Embracing Islam

الحمد لله الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ و آتی کفلین من رحمته من آمن به تعالی و برسوله الکریم من اھل الکتاب والصلوۃ والسلام علی من اختصه بشرف الخطاب بقوله تعالی :قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا وعلی اله و اصحابه واتباعه الی یوم الحساب.

امابعد، ہر دانا اور باشعور انسان ہمیشہ راہ حق کا متلاشی اور طلب گار رہتا ہے اور تاحیات حق پر ثابت قدم رہنے کا عزم مصمم رکھتا ہے اور جس کو حق کی معرفت اور پہچان ہو جائے اور اس پر ثابت قدم رہنا نصیب ہو جائے تو اس کو لازوال سعادت اور بڑی کامیابی ملی، جس کا متبادل اس کائنات کی دوسری کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کا حصول، معرفت حق اور اس پر ثابت قدمی میں منحصر ہے۔

معرفت حق اور اس کی قبولیت کی راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں سے ایک یہ تحقیقی کاوش ہے جس میں عصر حاضر کے سب سے بڑے افرادی گروہ "اہل کتاب" کیلیے قبول اسلام کی دعوت آسان بنانے کیلیے ممکنہ اسباب و ذرائع کا بیان ہے اور اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اہل کتاب کو دعوت اسلام میں کن باتوں کو ذکر کیا جاسکتا ہے ،کون سے ممکنہ اسباب و عوامل اور محرکات ہیں جن سے کوئی بھی اہل کتاب کا فرد متاثر ہو سکتا ہے اور اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اولا، ایک معروضی اور واقعاتی خاکہ پیش کیا گیا ہے پھر اس کی تطبیق کی گئی ہے۔ دراصل

یہ آرٹیکل محقق کے مقالہ برائے پی ،ایچ ،ڈی "عہد رسالت میں اہل کتاب کا قبول اسلام (اسباب و عوامل کا استقرائی، تجزیاتی اور تطبیقی مطالعہ)" سے ماخوذ ہے

اہل کتاب

اہل کتاب سے مراد یہود و نصاری ہیں جو توراۃ وانجیل کے حاملین ہیں [1]

قبول اسلام

اہل کتاب کے قبول اسلام سے مراد، ان کا اللہ تعالی کی توحید کی گواہی دینا اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے امت مسلمہ میں شامل ہونا ہے۔[2]

ممکنہ عوامل

ان کے قبول اسلام کے ممکنہ عوامل سے مراد، وہ دلائل و حجج اور ذرائع واسباب ہیں جن سے متاثر ہو کر ،خوشدلی سے کوئی اہل کتاب میں سے اسلام قبول کرے

اذہان وافہام کا تنوع

جس طرح انسانی طبائع مختلف ہیں اور انسانی مزاج مختلف ہیں تو اسی طرح انسانی اذہان اور افہام بھی مختلف ہیں۔ اور اذہان کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ اسی طرح افہام و تفہیم کی نوعیتیں بھی مختلف ہیں۔ کوئی کسی بات سے سمجھ جاتا ہے۔ تو کوئی کسی انداز سے سمجھ جاتا ہے۔ کوئی کسی اسلوب سے سمجھ جاتا ہے۔ کسی انسان کے لیے ایک اسلوب بڑا ہی اہم ہوتا ہے جبکہ دوسرے کے لیے وہی اسلوب خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ اس لیے اللہ تعالی نے قران کریم میں مختلف اسالیب سے اہم موضوعات کو بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا" وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا"[3] تحقیق ہم نے پھیر، پھیر کر بیان کی ہیں (آیات و موضوعات) اس قران کریم میں تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

تو انسانی طبیعتیں مختلف ہونے کی وجہ سے اور مزاج مختلف ہونے کی وجہ سے افہام و تفہیم کے انداز بھی مختلف ہیں تو اس لیے ہدایت کے پیش کرنے کے اسالیب بھی متنوع ہونے چاہییں۔

قبول ہدایت کے عوامل میں تنوع اور اختلاف

ایک بندہ اپنے ملک کے عوام کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ جبکہ وہ بندہ اس سے پہلے لمبا عرصہ اپنی عوام میں گزار چکا ہوتا ہے جس کی امانت صدق و وفا اور پاک دامنی کو سارے لوگ جانتے ہیں۔ مختلف حالات گزرے

لیکن اس بندے کی امانت و دیانت صدق و صفا کے بارے میں کبھی کسی نے شک و شبہ نہیں کیا۔ بلکہ تمام حالات میں وہ صادق اور امین مشہور رہا، باوفا اور شاندار کردار والا مشہور رہا۔ اپنے، پرائے، بڑے چھوٹے، سب اس سے پیار کرتے رہے۔ وہ سب کا محبوب رہا، ہر ایک کے لیے ہر دل عزیز رہا۔

تو ایسا بندہ جس نے نہ کبھی اقتدار حاصل کیا، نہ کبھی کسی حکومت کا حصہ رہا اور نہ ہی اسے حکومت کے حصول اور زوال کا کوئی تجربہ تھا، کبھی بھی اس سے اقتدار اور حکومت کی ہوس نہ ظاہر ہوئی۔ اور نہ وہ اقتدار والوں کے ساتھ رہا اور نہ ہی کبھی اس میں اقتدار کی کوئی دلچسپی نظر آئی۔ اس کے ساتھ، ساتھ نہ ہی وہ اقتدار کے نظم و ضبط سے وہ واقف تھا۔

تو، یکا یک وہ بندہ اپنی عوام میں کھڑے ہو کر اعلان کرتا ہے اے لوگو! میں تمہاری طرف تمہارے خیر خواہ بادشاہ کا قاصد، رسول اور نمائندہ بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا خصوصی پیغام تم تک پہنچاؤں اور جو قوانین وہ اپنی سلطنت، اپنے علاقے اور اپنی عوام کے لیے بہتر سمجھتا ہے تو وہ قوانین، میں تم تک پہنچاؤں۔ اور ان قوانین کی تمہارے سامنے تشریح کروں اور ان پر عمل کر کے تمہارے سامنے بہترین نمونہ پیش کروں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس باکردار بندہ نے یہ بھی کہا تمہیں معلوم ہے مجھ سے پہلے بھی اس عظیم الشان بادشاہ کے عظیم الشان رسول اور نمائندے آئے ہیں اور اپنے اپنے ادوار اور مختلف ازمنہ میں، اس دور کے مناسب قوانین تمہارے پاس لائے ہیں۔ اب چونکہ حالات بدل چکے نیا زمانہ، نئے قوانین کا تقاضا کرتا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ سابق قوانین میں تم لوگوں نے اپنی مرضی کی باتیں بھی شامل کر لی ہیں، اپنی خواہشات بھی شامل کر لی ہیں۔ لہذا، ان قوانین میں بڑا فساد برپا ہو چکا ہے۔ تو وہ قوانین انسانیت کی اصلاح اور ترقی کے ضامن نہیں رہے بلکہ ان میں شر اور فساد کی جڑیں مضبوط ہو چکی ہیں اس لیے تمہارے خیر خواہ بادشاہ نے تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے مجھے نئے قوانین کے ساتھ جو اس زمانے کے موافق ہیں اور تمہاری اصلاح کے لیے سازگار ہیں، ان کے ساتھ مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

تو ضروری ہے کہ تم میری تصدیق کرو اور میرا کہنا مانو۔ اور میری اتباع کرو تاکہ تمہارا بادشاہ بھی خوش ہو جائے اور تمہارے معاشرے کی بھی اصلاح ہو اور ملک میں امن و ترقی کا دور دورہ ہو۔

تو لوگوں نے کہا اے صادق و امین جوان! تو نے بڑے عظیم مقام اور اعلی منصب کا دعوی کیا ہے اور بادشاہ کی طرف سے نئے قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ ہماری طبیعتیں اور ہمارے نفوس و مزاج، بخوشی اس

پر آمادہ نہیں ہو رہے۔ کیونکہ ہم اپنے پہلے والے رواج اور قوانین پہ خوش تھے۔ لیکن تو اگر کہتا ہے کہ ہمارے خیر خواہ بادشاہ نے نئے قوانین کے ساتھ تجھے بھیجا ہے تو، تو اس پر دلیل پیش کر کہ واقعی تو ہمارے بادشاہ کا قاصد، رسول اور نمائندہ ہے۔ تو اس عظیم بندہ نے کہا" دلیل کے بغیر کون ذی عقل بات کرتا ہے "میرے پاس بڑے دلائل ہیں۔ آؤ یہ میرے پاس اپنے خیر خواہ بادشاہ کا خط ہے۔ یہ خط ہے، یہ اس کی مہر ہے، اور یہ اس کی انشاء ہے تمہارے سامنے ہے، اسے دیکھو، اس میں غور و فکر کرو اور اسے سمجھو۔

تو لوگوں نے کہا اے عظیم کردار کے مالک بھائی! دکھاؤ ہمیں وہ خط، ہم جانتے ہیں اپنے بادشاہ کے خط کو، اس کی مہر کو اور اس کی انشاء پردازی کو۔ تو اس بندے نے وہ خط دکھایا لوگوں نے اس کو دیکھا۔ تو اس خط کو، اس کے دعوے کے موافق پایا۔ واقعی اس میں لکھا تھا کہ یہ میرا رسول ہے۔ لیکن چونکہ اذہان و افہام اور طبیعتیں اور سوجھ بوجھ کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ اس لیے عوام الناس کے، بہت سارے گروہ ہو گئے

1. ایک گروہ نے اس خط کو دیکھا اور اس خط کو پہچان لیا کہ واقعی ہمارے یہ بادشاہ کا ہے۔ بلا چون وچرا انہوں نے تسلیم کر لیا اور کہا واقعی ہم نے مان لیا۔ آمنا وصدقنا۔
2. دوسرا گروہ، انہوں نے خط کو بھی دیکھا اور ساتھ بادشاہ کی مہر کو بھی دیکھا۔ مہر سے انہوں نے پہچانا کہ واقعی یہ ہمارے بادشاہ کا خط ہے لہذا یہ واقعی ہمارے بادشاہ کا رسول ہے۔ تو انہوں نے بھی مان لیا۔ اور کہا آمنا وصدقنا۔
3. تیسرا گروہ انہوں نے خط کو بھی دیکھا، مہر کو بھی دیکھا اور خط کے مضمون اور انشاء پردازی کو بھی دیکھا اور شاہی اسلوب اور انداز بیان کو بھی دیکھا۔ تو ان کو سمجھ آگیا کہ واقعی یہ ہمارے بادشاہ کا خط ہے۔ تو انہوں نے بھی مان لیا کہ واقعی یہ ہمارے بادشاہ کے رسول ہیں۔ آمنا وصدقنا اور وہ اس کی اتباع کرنے لگے۔
4. یہ وہ لوگ تھے جو خط، مہر اور انشاء کو نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں اور کچھ پتہ نہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم ہمارے بادشاہ کے نمائندے ہو تو ہمارے بادشاہ کے پاس کچھ تحائف خصوصی یعنی شاہی تحائف ہیں، اور اس کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہو سکتے۔ تو آپ ان میں سے کوئی ایک تحفہ حاضر کرو تو ہم ایمان لائینگے کہ واقعی تم، ہمارے بادشاہ کے نمائندے ہو۔ تو اس عظیم بندہ نے کہا "ضرور" تو مختصر مدت کے بعد اس نمائندے اور عظیم انسان نے اپنے مالک سے وہ تحفے لے کر ان کے سامنے حاضر کر دیے۔ تو وہ لوگ بھی مان گئے اور انہوں نے کہا آمنا وصدقنا۔
5. یہ وہ گروہ ہے جنہوں نے کہا اے عظیم انسان؛ تجھ سے پہلے بھی ہمارے بادشاہ کے رسول اور قاصد آئے ہیں اور وہ بتا گئے ہیں کہ ایک اور قاصد اور رسول آئیں گے۔ تو انہوں نے اس عظیم الشان، رسول کی علامات بتائی

ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ علامات اگر آپ میں پائی جاتی ہیں تو ہم آپ کو رسول مان لیں گے۔ تو انہوں نے ان علامات کو ڈھونڈا، ان کو تلاش کیا، ان میں غور وفکر کیا، ان کو سمجھا۔ اور جب صدق دل سے انہوں نے اس بندے میں وہ علامات دیکھیں، تو واقعی انہوں نے ان علامات کو اس بندہ میں پا لیا۔ تو وہ مان گئے اور کہنے لگے آمنا وصدقنا۔

6. یہ وہ گروہ ہے جنہوں نے کہا کہ جو قوانین اور پیغامات ہمارے بادشاہ کی طرف سے تم لائے ہو ہم اس میں غور وفکر کرتے ہیں کیا یہ واقعی شاہی پیغامات ہیں۔ شاہی قوانین ہیں۔ عوام الناس کیلیے ہیں یا کسی ایک نسل، فرقے یا کسی کی خواہش کو پورا کرنے والی باتیں ہیں۔ تو انہوں نے، ان قوانین میں غور وفکر کیا۔ صدق دل سے دیکھنے سے پتہ چلا، واقعی یہ ہمارے خیر خواہ بادشاہ کے ہی قوانین ہوسکتے ہیں۔ ان قوانین کو مسلمہ شاہی قوانین کے مطابق انہوں نے پایا تو وہ بھی مان گئے اور کہنے لگے آمنا وصدقنا۔

7. ساتواں گروہ۔ ان لوگوں نے یوں بات سمجھی کہ وہ کہنے لگا کہ جو ہمارے بادشاہ کی طرف سے بات پہنچائی جا رہی ہے اور بتائی جارہی ہے اور نافذ کی جارہی ہے۔ اگر یہ بات ہمارے اس بادشاہ کی طرف سے نہ ہوتی تو وہ ضرور اس بندے کو جو، یہاں برملا اپنے آپ کو اس عظیم بادشاہ کا نمائندہ، کہہ رہا ہے، وہ اس کو کاٹ دیتا۔ یا اس کے بارے میں حکم جاری کر دیتا کہ یہ بندہ میرے متعلق لوگوں کو غلط بتاتا ہے کہ وہ میرا نمائندہ ہے حالانکہ وہ اس کا نمائندہ نہیں ہے۔ اتنا بڑا وقت گزر رہا ہے اور اس بندے کا وہ پیغام جو اس بادشاہ کی طرف سے ہے، پھیلتا جارہا ہے۔ اس کا پھیلاؤ اور اس بادشاہ کی خاموشی یہ بتارہی ہے کہ واقعی یہ بندہ اس کا نمائندہ ہے۔ لہذا انہوں نے کہا آمنا وصدقنا۔

8. کچھ لوگوں نے کہا ہمیں اور تو کچھ پتہ نہیں۔ نہ ہم خط جانتے ہیں۔ نہ مہر جانتے ہیں۔ نہ انشاء جانتے ہیں۔ نہ قوانین کی مطابقت جانتے ہیں۔ بس ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس بندے کی بات کو بڑے، بڑے دانا جو مختلف اذہان کے لوگ ہیں، مان رہے ہیں اور بڑے، بڑے عقلمند مان رہے ہیں۔ مختلف علاقوں کے لوگ، مختلف خاندانوں والے اور بڑے بڑے زیرک لوگ مان رہے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے یہ بندہ حق پہ ہے۔ اس لیے ہم بھی اس کو مانتے ہیں تو وہ بھی کہنے لگے آمنا وصدقنا۔

9. یہ وہ لوگ تھے جو اپنی لذتوں میں منہمک تھے۔ تمام طرح کی عقلمندیوں سے غافل تھے۔ نہ انہیں بادشاہ کا پتہ ۔نہ بادشاہ کے رسولوں کا پتہ۔ نہ قوانین کا پتہ بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب کچھ بغیر کسی تدبیر کے ایسے چل رہا ہے۔ تو انہوں نے اولا، نہ مانا۔ لیکن ایسوں کو برے انجام سے ڈرایا گیا کہ بادشاہ تم پہ ناراض

ہو گا اور تمہیں سخت سزائیں ملیں گی۔ تو یہ لوگ کچھ پریشان بھی ہوئے۔ کچھ لوگوں سے سوال وجواب کرتے رہے۔ بالآخر مان گئے اور کہا آمنا وصدقنا۔

10. یہ وہ گروہ تھا جو فخر وغرور میں مبتلا تھا۔ ان کے ذہنوں میں بنیادی بات یہ تھی کہ اگر ہم مان لیتے ہیں تو ہماری عزت ختم ہو جائے گی۔ ہماری سربراہی ختم ہو جائے گی۔ ہمارا غرور مٹ جائے گا۔ جو لوگ ہمارے ماتحت ہیں وہ ہمارے ماتحت نہیں رہیں گے۔ بلکہ ہمیں کسی اور کے ماتحت رہنا پڑے گا۔ تو انہوں نے اپنے غرور، اپنی پھوت اور فخر کی وجہ سے انکار کر دیا اور کفر پر ڈٹے رہے۔

11. یہ وہ بے وقوف لوگ ہیں جنھوں نے صرف یہ نہیں کہ انکار کیا بلکہ اس بندے کے سچے دلائل میں تاویلیں شروع کر دیں۔ ان کو توڑنا، موڑنا شروع کر دیا۔ اور اس سچے بندہ کے ساتھ مقابلہ بازی شروع کر دی۔ اور اللہ تعالی ان پر اس قدر ناراض ہوا کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

12. یہ وہ گروہ سامنے آیا، جنھوں نے نہ صرف یہ کہ انکار کیا، سچے دلائل کو توڑ مروڑ کر پیش کیا، بلکہ پچھلے زمانے کے جھوٹے پروانے، تحریف شدہ باتیں لے آئے۔ جھوٹی باتیں بنا لے آئے، غلط باتیں، جھوٹی نسبتوں کے ساتھ عوام الناس کے سامنے رکھ کر، کہنے لگے کہ بادشاہ کا تو یہ، یہ پیغام تھا اور اس طرح کا پیغام تھا۔ لہذا، یہ بندہ اس کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ بہر حال یہ عظیم الشان بندہ، ان سب کے ساتھ سامنے ڈٹا رہا، سوال وجواب ہوتے رہے۔ یہ اپنے بادشاہ کی بات پہنچاتا رہا۔ قوانین پیش کرتا رہا۔ اس پر عمل کر کے دکھاتا رہا۔ حتی کہ اس کے ماننے والے اور نہ ماننے والوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ تو مجبورا، اس نے بھی جنگ کی اور جنگ میں یہ تکلیفیں بھی سہتا رہا۔ جنگ میں کبھی یہ غالب رہا اور کبھی کبھی اس کو تکلیفیں بھی پہنچتی رہیں۔ مخالفین بھی کبھی کچھ فتح حاصل کر لیتے۔ بہر حال یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر کار، اللہ تعالی کا یہ بندہ غالب رہا اور اس کے دشمن اس کے مقابلے میں ناکام ہوئے۔ ناکام ہو کر کچھ تو بھاگ گئے۔ کچھ مقتول ہوئے۔ کچھ نے دلوں میں کفر چھپا لیا اور ظاہرا، ایمان کا دعوی کرنے لگے۔

مصداق کی تطبیق

تو بہر حال ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہتے ہیں: آؤ، دیکھو حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم میں 40 سال ایسے گزارے کہ پوری قوم آپ ﷺ کے صدق وامانت، آپکی صدق وصفا، دیانت داری وفاداری اور آپ کے شاندار کردار کی نہ صرف یہ کہ گواہی دیتی تھی بلکہ حد سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کرتی تھی۔ اس قدر محبت کے باوجود، جب آپ نے فاران کی چوٹی پہ کھڑے ہوئے اور آپ نے لوگوں کو

جمع کر کے کہا کہ سنو! میں اس ساری کائنات کے خالق، مالک، اللہ رب العزت کا رسول ہوں اور تمہارے پاس اللہ کا پیغام لایا ہوں۔ وہ پیغام ہے

"لا الہ الا اللہ"۔ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ مان لو کامیاب ہو جاؤ گے۔

سو آپ کے اس اعلان کے بعد مختلف اذہان کے لوگ، مختلف مزاج کے لوگ، مختلف صلاحیتوں کے لوگ، جو آپ کے سامعین بنے، مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔

اہل فصاحت وبلاغت

انہوں نے آپ کا پیغام سنا، جوں ہی انہوں نے اپنے مالک اللہ رب العزت کا خط جسے ہم قران کریم کہیں، کو سنا تو پہچان گئے کہ واقعی یہ وہ فصاحت وبلاغت ہے جو ہمارے سچے بادشاہ اللہ رب العزت کے کلام کے سوا کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ لوگ بڑے فصیح و بلیغ تھے۔ سمجھتے تھے انسان میں کیسے اور کس قدر فصاحت وبلاغت ہو سکتی ہے۔ تو وہ لوگ قرآن کریم کی اس مبجوت الحواس فصاحت وبلاغت کو دیکھ کر مان گئے کہ یہ واقعی اللہ تعالی کا کلام ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مان لیا۔

ماہرین فی نقد الکلام

وہ دانا لوگ جو کلام میں نقد اور تنقید اور اس کے عیب، جاننے میں ماہر تھے۔ انہوں نے قران کریم میں بلاغت وفصاحت کے ساتھ ساتھ، متن میں، اس کے مفاہیم میں اور اس کی ابدی صفات میں فکر وتدبر کیا تو ان کو معلوم ہوا کہ یہ وہ کلام ہے جس سے میں کوئی عیب نہیں ہے۔ ہر طرح کے عیب سے پاک ہے۔ یہ واقعی رب العالمین کا کلام ہے۔ تو یہ لوگ بھی مان گئے۔

قوت وضعف استدلال کو سمجھنے والے

تیسرا گروہ لوگ بنے، جنہوں نے فصاحت و بلاغت اور تنقید فی الکلام کی مہارت کے ساتھ، ساتھ قوت استدلال کو بھی دیکھا۔ اور مزید یہ بھی دیکھا کہ پوری دنیا اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ بلکہ بڑے بڑے فصیح و بلیغ اس کو سن کے حیران و ششدر رہ جاتے ہیں اور مان جاتے ہیں۔ سب مل کر اس کی مثل نہیں لا سکتے۔ اس کے مخالف اور اس کے دشمن مر تو رہے ہیں، بچوں کو یتیم کرا، رہے ہیں، بیویوں کو بیوہ کرا رہے ہیں، لیکن اس کی 114 سورتوں میں سے، چھوٹی سی چھوٹی سورت کی مثل کوئی سورت نہیں لا سکے۔ تو وہ لوگ صرف اسی بات کو دیکھ کے مان گئے۔

معجزات کا مطالبہ کرنے والے

ایسا گروہ جن کو نہ فصاحت کا پتہ، نہ بلاغت کا علم، نہ فکر و نظر کی مہارت اور نہ ہی قران مقدس کے معجز ہونے اور دنیا کی اس کی مثل لانے سے عاجز ہونے کی خبر۔ بلکہ وہ اس بات کو سامنے رکھنے لگے کہ اگر تم اللہ رب العزت کے نمائندے ہو تو اس کی طرف سے ہمیں معجزات دکھاؤ؛ ہمیں تحفے دکھاؤ؛ جو وہی کر سکتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ان لوگوں کے معجزات مانگنے سے شق قمر بھی ہوا (چاند دو ٹکڑے ہوا) کسی نے کہا کہ یہ درخت آئے اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دے۔ تو اللہ تعالی کے حکم سے درخت آیا اور اس نے گواہی دی۔ کسی نے کہا یہ پانی تھوڑا ہے، یہاں کے لوگوں کو کافی نہیں ہو گا تو آپ نے اس میں لعاب ڈالا تو وہ تھوڑا پانی سب کے لیے کافی ہو گیا۔ تو یہ معجزات اور یہ تحائف جنہوں نے مانگے تو ان کو دکھا دیے گئے۔ اس طرح ان میں سے نصیب والے لوگ مان گئے۔

پہلے انبیاء اور رسل علیہم السلام کی تعلیمات سے واقف لوگ

یہ وہ گروہ ہے جو پہلے انبیاء و رسل سے نہ صرف واقف تھے، بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے ان پر نازل ہونے والی تعلیمات سے بھی باخبر تھے۔ عرف عام میں ان لوگوں کو "اہل کتاب" کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں بہت سارے طبقات تھے۔

طبقہ اولی:

یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی پیشین گوئیوں کے مطابق ان علامات کو جانچا اور آپ ﷺ میں ان علامات کو سو فی صد پایا اور اسلام قبول کیا۔ جیسا کہ حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ سناتے ہیں:

إِنّ اللَّهَ لَمَّا أَرَادَ هُدَى زَيْدِ بْنِ سَعْنَة , قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَة : مَا مِنْ عَلاَمَاتِ النّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلاَّ وَقَدْ عَرَفْتُهَا فِي وَجْه مُحَمّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ واله وسَلَّمَ حِينَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلاَّ اثْنَتَيْنِ لَمْ أَخْبُرْهُمَا مِنْهُ , يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ وَلاَ تَزِيدُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلاَّ حِلْمًا , فَكُنْتُ أَلْطُفُ لَهُ لأَنْ أُخَالِطَهُ , فَأَعْرِفَ حِلْمَهُ مِنْ جَهْلِهِ۔

قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ : فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ واله و سَلَّمَ يَوْمًا مِنَ الْحُجُرَاتِ وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تعالي عَنْهُ , فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَتِهِ كَالْبَدَوِيِّ , فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ , إِنَّ بُصْرَى قَرْيَةَ بَنِي فُلاَنٍ قَدْ أَسْلَمُوا , وَدَخَلُوا فِي الإِسْلاَمِ وَكُنْتُ حَدَّثْتُهُمْ إِنْ أَسْلَمُوا أَتَاهُمُ الرِّزْقُ رَغَدًا , وَقَدْ أَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ وَشِدَّةٌ وقُحُوطٌ مِنَ الْغَيْثِ , فَأَنَا أَخْشَى يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ الإِسْلاَمِ ,

طَمَعًا كَمَا دَخَلُوا فِيهِ طَمَعًا , فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُرْسِلَ إِلَيْهِمْ بِشَيْءٍ تُعِينُهُمْ بِهِ فَعَلْتَ , فَنَظَرَ إِلَى رَجُلٍ إِلَى جَانِبِهِ أُرَاهُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تعالي عَنْهُ , فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ , مَا بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ ۔

حضرت زید بن سعنہ بتاتے ہیں کہ میں نے جب رسول اللہ کا چہرہ انور دیکھا تو نبوت کی تمام علامات کو آپ ﷺ میں پالیا سوائے دو کے (کہ ان کا تعلق تجربہ سے تھا)

1۔ آپ ﷺ کا حوصلہ اور حلم آپ ﷺ کے غصہ سے آگے ہو گا۔

2۔ آپ ﷺ سے جس قدر غصہ اور جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ ﷺ کا حوصلہ اسی قدر بڑھیگا۔

تو ان دو علامات کو جاننے اور پہچاننے کیلیے میں نے آپ ﷺ سے نرمی کے ساتھ، میل، ملاپ شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک دن، ایک دیہاتی رسول اللہ کی مجلس میں آیا اور کہا فلاں بستی (بصری) کے لوگوں کو میں نے ترغیب دی تھی کہ اسلام قبول کر لو تو تمہارے حالات اور معیار زندگی بہتر ہو جائیگا۔ تو وہ مسلما ہوئے ہیں جبکہ قحط، خشک سالی اور بارشیں نہ ہونے سے ان کے حالات مخدوش ہو چکے ہیں، خطرہ ہے کہ یہ مخدوش حالت بر قرار رہی تو وہ لوگ کہیں اسلام سے پھر نہ جائیں۔ آپ اگر ان کا کچھ تعاون کر دیں تو بہتر ہو گا۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کھڑے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا کہ کوئی چیز باقی نہیں۔

قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ فَدَنَوْتُ إِلَيْهِ , فَقُلْتُ : يَا مُحَمَّدُ ، هَلْ لَكَ أَنْ تَبِيعَنِي تَمْرا مَعْلُوما مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانَ إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا۔ فَقَالَ : لاَ يَا يَهُودِيّ ، وَلَكِنِّي أَبِيعُكَ تَمْرا مَعْلُوما إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا ۔ وَلاَ تُسَمِّي حَائِطَ بَنِي فُلَانَ۔ قُلْتُ : بَلَى , فَبَايَعَنِي فَأَطْلَقْتُ هِمْيَانِي ، فَأَعْطَيْتُهُ ثَمَانِينَ مِثْقَالا مِنْ ذَهَب فِي تَمْر مَعْلُوم إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا ۔ فَأَعْطَاهَا الرَّجُلَ فَقَالَ : اغْدُ عَلَيْهِمْ فَأَعِنْهُمْ بِهَا فَقَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ : فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ مَحَلّ الأَجَلِ بِيَوْمَيْنِ ، أَوْ ثَلاَثٍ ،أَتَيْتُهُ فَأَخَذْتُ بِمَجَامِعِ قَمِيصِهِ وَرِدَائِهِ ، وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ بِوَجْه غَلِيظ ، فَقُلْتُ لَهُ : أَلاَ تَقْضِيَنِي يَا مُحَمَّدُ حَقِّي ۔ فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُكُمْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَمَطْل ، وَلَقَدْ كَانَ لِي بِمُخَالَطَتِكُمْ عَلِم ، وَنَظَرْتُ إِلَى عُمَرَ --------

تو حضرت زید بن سعنہ میں نے کہا کہ مجھے، فلاں مدت تک معین مقدار میں فلاں باغ کی کھجوریں بیچ دیں تو میں آپ ﷺ سے یہ سودا کر لیتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا فلاں باغ کی شرط نہ لگاؤ، تو میں نے کہا کہ ٹھیک ہے تو میں نے اپنی تھیلی کھولی اور آپ ﷺ کو اسی (80) مثقال سونا دے دیا تو آپ نے وہ مثقال اس آدمی کو دے اور فرمایا صبح ہی ان کے پاس پہنچو۔

پھر مقررہ مدت سے دو دن یا تین دن پہلے میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور میں نے آپ ﷺ کی قمیص مبارک، چادر مبارک کو پکڑ کر کھینچا اور میں نے آپ سے کہا: اے محمد ﷺ! تم میرا حق کیوں ادا نہیں کرتے

ہو؟ تم (حضرت) عبد المطلب کی اولاد، (وعدے کی پاس داری میں) ٹال مٹول کرنے والے ہو، تمہارے ساتھ رہ کر، میں معلوم کر چکا ہوں۔

میں نے دیکھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ غصہ ہو گئے ہیں اور ان کی آنکھیں گھومنے والے سیارے کی طرح پھر رہی ہیں، انہوں نے مجھے کہا: او، اللہ کے دشمن! اگر مجھے ڈر نہ ہوتا، تو میں تیری گردن اتار دیتا ، تو آپ ﷺ نے فرمایا، اے عمر! ہمیں اس کے علاوہ کی ضرورت ہے، تو مجھے حسن ادائیگی کی نصیحت کر اور اسے اچھی طرح وصول کرنے کی نصیحت۔ جاؤ عمر! اس کو فلاں باغ میں طے شدہ مقدار کے مطابق کھجوریں دے دو، اور مزید بیس (20) صاع، اضافی دے دو، اس کے بدلہ میں جو آپ نے اس پر غصہ کیا ہے۔

قَالَ زَيْدٌ بن سعنة رضی الله تعالی عنه: فَذَهَبَ بِي عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تعالي عَنْهُ ، فَأَعْطَانِي حَقِّي ، وَزَادَنِي عِشْرِينَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ، فَقُلْتُ : مَا هَذِهِ الزِّيَادَةُ يَا عُمَرُ ؟ فَقَالَ : أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَزِيدَكَ مَكَانَ مَا رَوَّعْتُكَ , قُلْتُ : وتَعْرِفُنِي يَا عُمَرُ ؟ قَالَ : لاَ ، مَنْ أَنْتَ ؟ قُلْتُ : أَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ ، قَالَ : الْحَبْرُ , قُلْتُ : الْحَبْرُ ---------

فَرَجَعَ عُمَرُ وَ زَيْدٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ زَيْدٌ : أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ واله وسَلَّمَ . وَآمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَبَايَعَهُ وَشَهِدَ مَعَهُ مَشَاهِدَ كَثِيرَةً ، ثُمَّ تُوُفِّيَ زَيْدٌ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ مُقْبِلاً غَيْرَ مُدْبِرٍ ، رَحِمَ اللَّهُ زَيْدًا[4].

تو حضرت زید بن سعنہ نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ مجھے لے گئے اور کھجوریں دیں اور بیس صاع زیادہ دیے تو میں نے پوچھا، یہ کیوں دے رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ آپ کے فرمان کے مطابق تجھے، میں نے جو خوفزدہ کیا ہے اس کے بدلہ میں زیادہ دیا ہے، تو میں نے کہا مجھے جانتے ہو تو حضرت عمر بن خطاب نے کہا نہیں تو میں نے کہا، میں زید بن سعنہ ہوں تو انہوں نے کہا کہ زید جو عالم (یہود کا) ہے تو میں نے کہا، ہاں جو عالم ہے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا پھر تو نے آپ ﷺ کو ایسا کیوں کہا تو میں نے کہا کہ میں نے جب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور دیکھا تو نبوت کی تمام علامات کو پالیا سوائے دو کے (کہ ان کا تعلق تجربہ سے تھا)

1۔ آپ ﷺ کا حوصلہ اور حلم آپ ﷺ کے غصہ سے آگے ہو گا۔

2۔ آپ ﷺ سے جس قدر غصہ کیا جائے آپ ﷺ کا صبر اور حوصلہ اسی قدر بڑھیگا۔

تو اب میں نے آپ ﷺ میں تمام علامات نبوت کو پالیا ہے اور اے عمر! تو گواہ ہو جاؤ أَنِّي قَدْ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالإِسْلاَمِ دِينا وَبِمُحَمَّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ واله وسَلَّمَ نَبِيًّا کہ میں اللہ کو رب مان کر، اور اسلام کو دین مان

کر اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا نبی مان کر راضی اور خوش ہوں اور اے عمر! تم گواہ ہو جاؤ، میرا آدھا مال (جب کہ میں سب سے بڑا مال والا تھا) امت محمد ﷺ پر صدقہ ہے تو حضرت عمر نے کہا کچھ پر، کیوں کہ سب پر پورا نہیں ہو گا، تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر اور حضرت زید آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو حضرت زید نے کہا:

"أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاله وسَلَّمَ۔"

طبقہ دوم

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کریم سنا اور اس کے مضامین میں غور و تدبر کیا، تو انہوں نے حق کو پہچان لیا اور بے چون وچرا تسلیم کر لیا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ [5].

جب انہوں نے سنا جو کچھ نازل کیا گیا رسول اللہ ﷺ کی طرف تو آپ دیکھ رہے تھے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، کہہ رہے تھے: اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں سو آپ ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لیں۔

طبقہ سوم

یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے سابقہ کتب سماویہ کے اصل اور بنیادی تعلیمات کو قرآن کریم میں پایا اور انہیں یقین ہوا کہ قرآن کریم تو اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو کچھ ان کے پاس ہے۔ اسی ذریعہ ہدایت کی طرف اللہ تعالی نے رہنمائی فرمائی: وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ [6]۔

"اور ایمان لاؤ! اس پر جو میں نے نازل کیا، تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے۔ اور اس کے پہلے منکر نہ بنو، اور میری آیات کے بدلہ میں تھوڑا مول نہ خریدو اور مجھ سے ہی ڈرو"۔

طبقہ چہارم

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلوب کلام اور انداز بیان کو دیکھتے ہوئے سمجھ گئے کہ واقعی حضرت محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ جیسا کہ حضرت ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ سے غار حرا والی بات سنتے ہی فرمایا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسی علیہ السلام پر اترا۔۔۔۔[7]

اسی طرح حضرت نجاشی نے بھی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم سن کر فرمایا تھا کہ یہ کلام اور حضرت موسی علیہ السلام کا کلام ایک ہی مشکوۃ سے جاری ہوئے ہیں۔

طبقہ پنجم

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سابقہ کتب سماویہ کو ان کے سچے مفاہیم کے ساتھ پڑھا تو جونہی انہوں نے قرآن کریم کو سنا تو وہ ایمان لے آئے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ[8].

طبقہ ششم

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دیکھا کہ اہل کتاب کے بڑے، بڑے علماء پیغمبر حضرت محمد پر ایمان لائے ہیں تو وہ بھی ایمان لائے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام کے ساتھیوں نے اس ذریعہ سے مستفید ہوتے ہوئے ایمان قبول کیا۔

طبقہ ہفتم

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ دیکھا کہ سابقہ کتب سماویہ میں جو تحریفات اور تبدیلیاں لوگوں نے اپنی طرف سے کی ہیں، انکو اس پیغمبر ﷺ نے واضح کر کے اصل حقائق کو پیش فرمایا ہے اور غلط پھیلائی جانے والی باتوں کو رد کر دیا ہے تو وہ اس حقیقت کو جان کر ایمان لانے لگے۔

طبقہ ہشتم

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دیکھا کہ نصرت الٰہی حضرت محمد کے ساتھ ہے تو وہ ایمان لے آئے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، جیسے بنو قریظہ میں سے کچھ لوگ محاصرے کے آخری اوقات میں قلعہ سے اتر آئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

یہ ممکنہ عوامل و محرکات ہیں، جن کی بنیاد پر عہد رسالت میں اہل کتاب قبول اسلام اور اس کی تعلیمات سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں

خلاصہ

اہل کتاب درج ذیل امور اپنائیں تو انہیں نہ صرف یہ کہ معرفت حق حاصل ہو گی بلکہ برضاء و رغبت حق کو قبول کرنے کی سعادت بھی حاصل ہو گی۔

- اہل کتاب، انابت کے ساتھ قرآن کریم میں غور و فکر کریں تو انہیں معرفت حق حاصل ہو گی
- اہل کتاب قرآن کریم کے مضامین کو دیکھیں تو سابقہ آسمانی کتابوں کی تعلیمات کا خلاصہ پائینگے
- اہل کتاب آسمانی کتب کے اسالیب اور انداز بیان کو دیکھیں تو قرآن کریم کو بلا شبہ وحی الھیّہ پائینگے
- اہل کتاب انبیاء سابقین کی پیشین گوئیوں مین غور و فکر کریں تو حضرت محمد ﷺ کو اس طرح اللہ تعالی کا رسول پہچان لینگے جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچان لیتے ہیں
- اہل کتاب اس بات کو دیکھیں کہ اہل کتاب میں سے معتبر اور سنجیدہ علماء حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے ہیں تو وہ بھی ایمان لے آئینگے
- اہل کتاب اپنی کتب ساویہ کو صحیح اور درست طریقہ پر پڑھیں تو وہ اسلام قبول کر لینگے
- اہل کتاب یہ دیکھیں کہ اللہ تعالی کی مدد ہمیشہ حجرت محمد ﷺ کے ساتھ رہی ہے تو اس وجہ سے بھی وہ اسلام قبول کر لینگے
- اہل کتاب اس بات میں غور و فکر کریں کہ ان کی کتب ساویہ میں جو تحریف و تبدیلی ہوئی حضرت محمد ﷺ نے اس کا پردہ چاک کر کے اصل تعلیمات الھیّہ کو بحال کیا ہے تو وہ اسلام قبول کر لیں گے

حواشی

[1]تفسیر المنار، محمد رشید، ناشر الھیئۃ المصریۃ، سنۃ النشر،1990جز:10، صفحہ:26

[2] اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ، ڈاکٹر ذوہیب احمد، مجلہ البصیرہ جلد:7 شمارہ:12

[3]القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت:41

[4] المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني,المتوفى : 360 هـ,المحقق : حمدي بن عبد المجيد السلفي,الناشر : دار إحياء التراث العربي,الطبعة : الثانية ، 1983 م,عدد الأجزاء : (25)،الجزء:5 ،الصفحة:222

[5]سورۃ المائدۃ، آیت:83

[6]سورۃ البقرۃ، آیت:41

[7] صحیح البخاری، ایضا، جلد:1، صفحہ:7

[8]سورۃ البقرۃ، آیت:121

مصادر و مراجع

القرآن

سورة البقرة،سورة المائدة،سورة بنى اسرائيل

الحديث:

الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامهوالمؤلف : أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاريوالمحقق : محمد زهير بن ناصر الناصروالناشر : دار طوق النجاةوالطبعة : الأولى 1422هوعدد الأجزاء : 9

المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني,المتوفى : 360 هـ,المحقق : حمدي بن عبد المجيد السلفي,الناشر : دار إحياء التراث العربي,الطبعة : الثانية ، 1983 م,عدد الأجزاء : (25)،

التفسیر

تفسیر المنار، محمد رشید، ناشر الھیئۃ المصریۃ، سنۃ النشر،1990جز:10، صفحہ:26

آرٹیکل

اسلام میں تبدیلی مذہب کا مطالعہ، ڈاکٹر ذوہیب احمد، مجلہ البصیرہ جلد:7 شمارہ:12